قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 27 اپریل 2022ء | 25 رمضان 1443 ہجری قمری | 27 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:100

ارشاد باری تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ﴿۳﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ﴿۴﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿۵﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۶﴾ (سورۃ القدر)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ھُوَشَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ

آنحضرتؐ نے رمضان کے مہینہ کے متعلق فرمایا: وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

(صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام باب فضائل شھر رمضان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

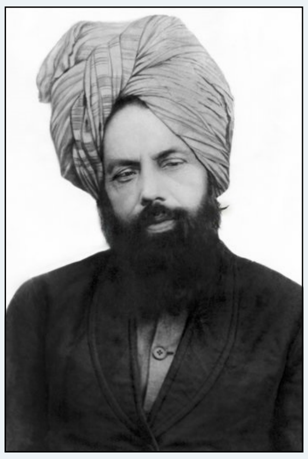

عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاحِ خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتا ہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں۔ اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک کفر اور ضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اور راست بازی کی صبحِ صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ﴿۵﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ سو ملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتا ہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پا کر زمین پر نزول فرماتا ہے۔ روح القدس خاص طور پر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ تب دنیا میں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اُس نور کا پرتوہ پڑتا ہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خود بخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اور حق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اور ہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اور قوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خود بخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتا ہے کہ جو اس خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں اور حق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں۔ سوئے ہوئے لوگوں کو جگا دیتے ہیں اور مستوں کو ہوشیار کرتے ہیں اور بہروں کے کان کھولتے ہیں اور مُردوں میں زندگی کی روح پھونکتے ہیں اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پر وہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جو پہلے مخفی تھیں۔ اور درحقیقت یہ فرشتے خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی کے چہرہ کا نور اور اسی کی ہمت کے آثار جلیّہ ہوتے ہیں جو اپنی قوتِ مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک ہو یا دور ہو اور خواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اور نام تک بے خبر ہو۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 12-13 حاشیہ)

فرمان خلیفہ وقت

آج بھی دیکھ لیں یہ لوگ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، اعتکاف بھی بیٹھتے ہیں اور بظاہر احکامات پر عمل کر رہے ہوتے ہیں لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی سے انکاری ہیں، آپ کے بھیجے ہوئے مامور کی تضحیک و تکفیر کر رہے ہیں، اس کا انکار کر رہے ہیں۔ اس لئے اللہ کے فضلوں کے وارث بھی نہیں ٹھہر رہے۔ بلکہ آج کل جو حالات ہیں وہ اس قدر خوفناک ہیں اور ایسے بھیانک مسائل کی طرف جا رہے ہیں کہ احمدیوں کو تو بہرحال امت مسلمہ کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور ان دنوں میں، خاص طور پر رمضان کے دنوں میں، آخری عشرہ میں بھی، اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ اتنے لمبے عرصہ کی اندھیری رات دیکھنے کے بعد بھی ان کو عقل نہیں آرہی۔ نام نہاد علماء نے انہیں غلط راستے پر ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کو ایسے نام نہاد علماء سے نجات دے۔

بقیہ صفحہ 11 پر

اسلامی اصطلاحات کا درست استعمال

قارئین اپنے مضامین، آرٹیکلز یا خطوط کے حوالے سے ادارہ کے gadgets پر رابطہ کرتے ہیں تو بعض اسلامی اصطلاحات کا استعمال بھی کرتے ہیں جو بعض اوقات غلط ہوتا ہے۔ جیسے

1. السلام علیکم لکھنے کی بجائے ’’اسلام علیکم‘‘ لکھتے ہیں یعنی الف لام کے بغیر۔ بعض پڑھے لکھے دوست علی الصباح دعاؤں کی پوسٹس شیئر کرتے ہیں جن پر الف لام کے بغیر ’’اسلام علیکم‘‘ لکھا ہوتا ہے جن کو پڑھ کر بہت کوفت محسوس ہوتی ہے۔
2. بعض دوست ’’الحمد للہ‘‘ لکھنے کی بجائے الحمد اللہ لکھتے ہیں یعنی الحمد کے بعد الف لکھ دیتے ہیں جو درست نہیں۔ قرآن کریم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد پہلی آیت کو دیکھیں تو وہ الحمد للہ رب العالمین ہے یعنی الف کے بغیر۔
3. خلیفۃ المسیح کو خلیفتہ المسیح لکھا جاتا ہے جو درست نہیں۔ خلیفۃ المسیح لکھتے فاء کے بعد گول ۃ ہے، گول ۃ کے بعد گول ہ نہیں ہے۔ اسی امر کو السلام علیکم کے بعد ’’ورحمۃ اللہ‘‘ میں مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ بعض دوست گول ۃ کے بعد گول ہ بھی ڈال دیتے ہیں جو درست نہیں۔

قارئین سے اصطلاحات کے درست استعمال کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن)

دربارِ خلافت

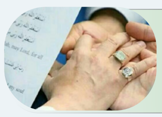

چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے، وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں ... روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے، اُنہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مل جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 ایڈیشن 2003ء)

اس ارشاد میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ جس قدر انسان کم کھاتا ہے اُسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے، تو اس سے خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید بھوکا پیاسا رہنا ہی تزکیۂ نفس ہے اس لئے آگے واضح فرما دیا کہ صرف بھوکا پیاسا رہنا تزکیۂ نفس نہیں، نہ اس سے روزے کا مقصد پورا ہوسکتا ہے۔ یہ تو قرآنی ارشاد کے خلاف ہے کیونکہ مقصد تو تقویٰ کا حصول ہے۔ پس فرمایا کہ اگر روزہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے رکھا ہے تو پھر جتنا بھی روزے کا وقت ہے یہ بھی ذکرِ الٰہی میں گزارو۔ ایک دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ بھوکے پیاسے رہنے سے تو بعض جوگیوں میں بھی ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ اُن کو بھی کشف ہو جاتے ہیں لیکن یہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ ایک مومن کی زندگی کا مقصد تبتّل اور انقطاع ہے اور یہ عبادت سے، ذکرِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے اور نمازیں اس کا بہترین ذریعہ ہیں جو روح پر اثر ڈالتی ہیں، جو خدا تعالیٰ کے قرب کا باعث بنتی ہیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 696-697 ایڈیشن 2003ء)

پس اصل روزہ وہ ہے جس میں خوراک کی کمی کے ساتھ ایک وقت تک جائز چیزوں سے بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے رُکے رہنا ہے۔ یہ تقویٰ ہے اور ان چیزوں سے رُکے رہ کر صرف دنیاوی کاموں اور کاروباروں میں ہی وقت نہیں گزارنا بلکہ نمازوں اور ذکرِ الٰہی کی طرف پوری توجہ دینی ہے۔ نمازیں اگر پہلے جمع کرتے تھے یا بعض دفعہ قضا ہو جاتی تھیں تو اِن دنوں میں اس طرف خاص توجہ کہ ذکرِ الٰہی اور عبادت ہر دوسری چیز پر مقدم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ ہو۔ اور ہم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جو کہتے ہیں تو یہ صرف منہ سے ہی نہ ہو بلکہ آپ نے اس طرف ہماری توجہ دلائی کہ جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو تو ہمیشہ یہ بات مدّنظر رکھو کہ حمد صرف ربّ جلیل سے مخصوص ہے۔ یہ ذہن میں ہو کہ ہر قسم کی حمد خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور اُس کی طرف ہی حمد لوٹتی ہے۔ ہم اُس خدا کی حمد کرتے ہیں جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ پس اگر ہم سارا سال خدا کی طرف اُس طرح نہیں جھکے جو اُس کا حق ہے تو اس مہینہ میں ہمیں یہ ہدایت دے تا کہ اس ہدایت کے ذریعہ ہم آئندہ گمراہی سے بھی بچیں اور حمد کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے بھی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے اس طرف بھی رہنمائی فرمائی کہ حمد کرتے وقت یہ سامنے ہو کہ ہر عزت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس اس رمضان میں ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُس کا قرب دلانے والی ہوں۔ اور دنیا کی عزت اور تفاخر کی طرف ہم جھکنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے یہ بھی خیال رہنا چاہئے کہ ہمیشہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہو گا، کسی دنیاوی سہارے پر نہیں ہو گا۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی طرف رمضان میں توجہ رکھو۔ صرف سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان ہو وہاں یہ دعا ہو اور درد سے دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے بھی پاک کر دے۔ اور یہ رمضان ہمارے اندر حقیقی تقویٰ پیدا کرنے والا بن جائے۔

پھر فرمایا تہلیل کرو۔ اپنی دعائیں اس یقین کے ساتھ کرو کہ عبادت کے لائق ذات صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر ہمیں کوئی کسی قسم کے نقصان سے بچا سکتا ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔ جب ہمیں کسی سہارے کی ضرورت ہو تو خدا تعالیٰ کا سہارا ہم نے لینا ہے اور انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس معبودِ حقیقی کی طرف ہر وقت جھکا رہنے کی کوشش ہو۔ رمضان میں روزوں کے ساتھ یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ تُو ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ اے اللہ! روزوں کے ساتھ جو تبدیلیاں تُو نے روزوں سے فیض پانے والوں کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں اُن سے ہمیں بھی حصہ دے اور ایسا یہ حصہ ہو جو تا زندگی ہمیں فیضیاب کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری یہ حمد، تسبیح اور تہلیل ایسی ہے جو تبتّل کی حالت پیدا کر دے۔ اور تبتّل اِلَی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے علیحدہ کر لینا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وفا کا تعلق پیدا کر لینا۔

پھر فرمایا کہ انقطاع حاصل ہو۔ یعنی تمام دنیاوی لہو و لعب سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کرو۔ جب یہ ہو گا تو وہ مقصد حاصل ہو گا جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ روزے دار تقویٰ حاصل کرنے والا ہو گا۔

پس یہ رمضان جو دو دن سے شروع ہوا ہے اور انتیس تیس دن تک چلنا ہے، تبھی ہمیں فائدہ دے سکتا ہے جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں گے اور یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اپنے روزے کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اپنی دوسری عبادتوں کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ان سب کی مشترکہ ادائیگی کا نام ہی تقویٰ ہے۔

(خطبہ جمعہ 12/ جولائی 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

کسوف خسوف

اوڑھی سورج نے رِدا اوٹ میں یہ چاند ہوا
اک حسیں حسنِ حسیں جوں ہی نمودار ہوا

سیج پھولوں کی سجی جب بھی سجی باطل کی
فیصلہ حق کا ہوا جب بھی سر دار ہوا

جس نے بھی دیکھا نشاں کھل گئیں آنکھیں لیکن
کج کلاہوں کا کبھی دل نہ نگوں سار ہوا

پہلے چھینٹیں ہی پڑیں نور کی ہر قالب پر
پھر تو یہ فضل خدا ہر سو کئی بار ہوا

اس نشاں کو بھی ہوئے بیت گئی ایک صدی
چاند سورج کا نشاں دہر میں اک بار ہوا

پشت پر اس کی کھڑا غالبِ ہر امر خدا
اُس کی جانب سے لڑا خود ہی مدد گار ہوا

ہو گیا پورا نشاں دیکھو کسوف اور خسوف
خوب تبشیر ہوئی خوب ہی انذار ہوا

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

اداریہ

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے“ (حضرت مسیح موعودؑ)

زبان اور اس سے تعلق رکھنے والی تعلیمات پر خاکسار کے بہت سے آرٹیکلز روزنامہ الفضل آن لائن اور روزنامہ ”گلدستہ علم و ادب“ آن لائن میں شائع ہو چکے ہیں۔ تاہم اس ہفتے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 3 زیر مطالعہ رہی۔ ایک ارشاد جو میری نظروں سے گزرا وہ یہ ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ، وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے۔ جب خدا، ڈیوڑھی میں آ گیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے؟“

(ملفوظات جلد3 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1984ء)

مندرجہ بالا ارشاد میں لفظ ڈیوڑھی غور طلب ہے۔ اس کے بارے میں خاکسار کچھ عرض کرتا ہے۔ پرانے وقتوں میں گھروں کی تعمیر میں صدر دروازہ کے ساتھ ایک passage (راستہ) رکھا جاتا تھا جو ڈیوڑھی کہلاتا تھا۔ جس سے گزر کر گھر میں رہنے والے یا مہمان اندر داخل ہوا کرتے تھے۔ اور گھر کی خواتین اپنے گھروں اور صحن کی صفائی کے ساتھ ساتھ ڈیوڑھی اور اس سے ملحقہ گیٹ یا دروازہ بھی صاف کیا کرتی تھیں بلکہ بعض خواتین گھروں کی صفائی ستھرائی کا آغاز ہی ڈیوڑھی اور اس سے ملحقہ حصوں سے کرتی تھیں۔ صفائی کرنے والے کپڑے کو گیلا کر کے پوچا مارتیں یا صافی لگاتی تھیں تا کہ گلیوں اور سڑکوں سے گزرنے والے لوگوں پر گھر کا اچھا اثر پڑے اور آنے والے مہمانوں پر خوش آئند اثرات مرتب ہوں۔

خاکسار کی اس تمہیدی وضاحت کے تناظر میں اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو پڑھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کا وجود ایک مکان کی طرح ہے جس کا دروازہ یا ڈیوڑھی منہ اور زبان ہے۔ جس کی صفائی ستھرائی گھر کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر ضروری ہے جس طرح عام مکانوں اور ڈیوڑھیوں کی صفائی کی جاتی ہے۔ اور جس طرح مہمان گھروں میں ڈیوڑھیوں کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں جن میں کپڑے کا پوچا لگا ہوا ہو تو وہ خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک مومن کے وجود کے اندر اس کی ڈیوڑھی یعنی منہ اور زبان کے ذریعہ حلول کرتا ہے۔ جو پاک صاف ہونا ضروری ہے۔

قرآن میں غلط زبان کے استعمال کی ممانعت

آئیں! سب سے پہلے اللہ کی پاک کتاب ”القرآن الکریم“ سے اس حوالہ سے رہنمائی لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ فاطر آیت 11 میں ایک مومن کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ عزت کے طلبگار یاد رکھیں کہ عزت، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری نیک اور پاک باتیں اس کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں عمل نتج ہوتے ہیں وہ عمل اُس انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت کے الفاظ یوں ہیں۔

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ (فاطر:11)

اس کے علاوہ قرآن کریم میں ایسی باتوں کے کرنے اور بعض باتوں سے رکنے کا ارشاد فرمایا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے جیسے آواز کو دھیما رکھنا (لقمان: 20)، لوگوں سے نرم لہجہ سے گفتگو کرنا (البقرہ: 84)، اپنے بھائیوں کے لئے دُعا کرنا (الممتحنۃ:13) قول زور (جھوٹ) سے بچنا (الصّف:3-4)، بغیر علم کے کوئی بات کرنا (بنی اسرائیل:37)، بہتان تراشی سے پرہیز (النساء:113)، لوگوں پر عیب لگانے کی ممانعت (الحجرات:12)، غیبت کرنے کی ممانعت (الحجرات:14) وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ بہت سی نیکیوں کی طرف قرآن توجہ دلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

احادیث میں زبان کے استعمال کی تعلیم

آیئے! احادیث کے وسیع و عریض باغیچہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دو منہ والے انسان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین انسان قرار دیا جو ایک بات کسی سے کہے اور دوسروں کے پاس جا کر اور بات کرے۔

(مسلم کتاب البر والصلہ)

• پھر ایک موقع پر فرمایا کہ طعنہ زنی کرنے والا، دوسرے پر لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا اور یاوہ گو زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 817)

• ایک دفعہ آپ سے کسی نے نجات کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اَمۡسِکۡ لِسَانَکَ کہ اپنی زبان روک رکھو۔

(ترمذی باب حفظ اللسان)

• ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو اشارہ کر کے یا اُسے پکڑ کر سوال کرنے والے کو سمجھایا کہ اسے روک کر رکھو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں زبان کی حفاظت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

• ”حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

• پھر فرمایا ”تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 382)

• پھر فرمایا ”خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بے ہودہ، بے موقع، غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 381)

• پھر نہایت حکیمانہ اور پیارے انداز میں حضرت مسیح موعودؑ احباب جماعت کو زبان کے درست استعمال کی طرف یوں توجہ دلاتے ہیں۔

”یاد رکھو ہر قفل کے لئے ایک کلید ہے۔ بات کے لئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے جس طرح دواؤں کے نسبت میں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کے لئے مفید ہے اور کوئی کسی کے لئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کے لئے مفید ہوسکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے بُرا کہنے کو بُرا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہو جاتے ہیں۔ بہت باتیں سُن بھی نہیں سکتے۔ انہیں کسی موقعہ پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔“

(ملفوظات 119-120 ایڈیشن 1984ء)

• اسی مضمون کو ایک اور جگہ پر یوں بیان فرمایا کہ

”جسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے پس جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (النحل:126) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 233)

تیز زبان کو چھری سے بھی مناسبت دی جاتی ہے جو اگر مناسب طرز پر استعمال نہ کی جائے تو رشتہ داروں اور خونی عزیزوں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”زبان سے ہی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ دنیا میں زبان سے ہی سب کام چلتے ہیں۔ زبان کو قابو میں رکھو۔ دیکھو عورت اور مرد کا آپس میں نکاح ہوتا ہے تو صرف زبان سے ہی اقرار لیا جاتا ہے اور صرف اتنا کہنے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ سب رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 16)

خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑنے کا محاورہ تو ہم نے سن رکھا ہے۔ ہمارے معاشرے اور خاندانوں میں بھی ہم اس محاورہ کا اطلاق ہوتا دیکھتے ہیں۔ اگر کسی خاندان میں کوئی کرخت موجود ہو، اس کو اپنی زبان پر قابو نہ ہو اور وہ اناپ شناپ بکتا ہو تو ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ یہ کرخت اور سخت زبان پھر آگے بچوں میں بھی چلتی ہے اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ۔ ورنہ اولاد بھی جھگڑالو ہوتی ہے۔ اور جس گھر کے بڑے، اسلامی آداب سے مرصع ہوں۔ نرمی، خوش خلقی سے بات کرتے ہوں تو اس نیکی کا اثر آگے فیملی ممبرز میں جاری رہتا ہے۔ اور وہ گھرانہ بااخلاق ہوتا ہے۔

اس مضمون کو ایک شاعر نے کیا ہی اچھے انداز میں یوں بیان کیا ہے

سات نسلوں کا تعارف ہے لہجہ
جب کوئی بولے تو نام و نسب کھلتا ہے

شاعر نے اس شعر میں کہا ہے کہ انسان کے لہجہ سے اس کا اور اس کی فیملی کا نہ صرف تعارف ہوتا ہے بلکہ انسان کے طرز کلام سے اس کے خاندان کا نام و نسب بھی ظاہر ہوتا ہے۔

پس جماعت احمدیہ بھی ایک خاندان کی طرح ہے اور اس خاندان کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کا انداز کلام نہایت دھیما، شفقت سے بھرا اور پُرکشش ہے ان کے منہ سے موتی بکھرتے ہیں اور ہر انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روحانی خاندان کے سربراہ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنائیں اور ہمارے مونہوں سے بھی موتی جھڑیں جب ہم بات کریں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین

جھوٹ کا رمضان سے کوئی تعلق نہیں

”زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے“ کے مضمون کو آج رمضان کے موسم میں رمضان کے ساتھ نہ جوڑا جائے تو یہ مضمون ادھورا رہ جائے گا۔ اس ڈیوڑھی کے ذریعہ ایک مومن کھانا کھا کر سحر و افطار کرتا ہے اور

بقیہ صفحہ 7 پر

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 21

اپنی زبان میں دعا کرنے کی حکمت

جب ایک راستباز بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر فنافی اللہ ہوجاتا ہے اور کمال درجہ کی نیستی ظہور پاتی ہے اس وقت وہ ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے اور حقیقی طور پر وہ اس وقت کہلاتا ہے اَنْتَ مِنِّیْ یہ خداتعالیٰ کا فضل ہے جو دعا سے ملتا ہے۔ یاد رکھو دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے اس لئے مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے اور اس استقلال اور صبر کے ساتھ دعا کرے کہ اس کو کمال کے درجہ تک پہنچادے اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگزاشت نہ کرے اور اس بات کی بھی پروانہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا بلکہ

گر نباشد بدست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کا جواب دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ اور تمہاری دعا قبول کروں گا۔ حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ جب تک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہیں مگر بڑی بیدلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں ان کی دعا مثمر بہ ثمرات ہوجاوے حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے اس نے ہر کام کے لئے اوقات مقرر فرمائے ہیں اور جس قدر کام دنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں۔ اگرچہ وہ قادر ہے کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے کردے اور ایک کُنْ سے سب کچھ ہوجاتا ہے مگر دنیا میں اس نے اپنا یہی قانون رکھا ہے۔ اس لئے دعا کرتے وقت آدمی کو اس کے نتیجے کے ظاہر ہونے کے لئے گھبرانا نہیں چاہئے۔

یہ بھی یاد رکھو دعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہئیے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کرسکتا ہے اس زبان میں وہ قادر ہوتا ہے۔

دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں روح نہ ہو کچھ نہیں اور روح کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع و خضوع ہو اور یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔

غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہوکر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔ اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے جس میں وہ اس بات کا حقدار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 5-7 آن لائن ایڈیشن 1984ء)

نماز اور دعا

سوتم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو۔ اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو۔ دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع وسجود میں دعا کا موقع ہے دعا کرو۔ اور غفلت کی نماز کو ترک کردو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع خضوع اور حضور قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح سے ادا کی جاوے کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 236)

نماز کے بعد دعا

سوال ہوا کہ نماز کے بعد دعا کرنا یہ سنت اسلام میں ہے یا نہیں؟

فرمایا:

ہم انکار نہیں کرتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی ہوگی مگر ساری نماز دعا ہی ہے اور آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نماز کو جلدی جلدی ادا کرکے گلے سے اتارتے ہیں۔ پھر دعاؤں میں اس کے بعد اس قدر خشوع خضوع کرتے ہیں کہ جس کی حد نہیں اور اتنی دیر تک دعا مانگتے رہتے ہیں کہ مسافر دو میل تک نکل جاوے۔ بعض لوگ اس سے تنگ بھی آجاتے ہیں تو یہ بات معیوب ہے۔ خشوع وخضوع اصل جزو تو نماز کی ہے وہ اس میں نہیں کیا جاتا۔ اور نہ اس میں دعا مانگتے ہیں۔ اس طرح سے وہ لوگ نماز کو منسوخ کرتے ہیں۔ انسان نماز کے اندر ہی ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں دعا مانگ سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 367)

ہمیشہ دعا میں لگے رہو

میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہئیے کہ ہمیشہ دعا میں لگے رہو۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو۔ جب یہ حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا اور اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔ کوئی بلا اور دکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا نہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔ ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔ جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں وہ ان بلاؤں سے حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی پرواہ نہیں کرتا مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ ان کی حفاظت فرماتا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔

...میں اگر کسی کے لئے دعا کروں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کا معاملہ صاف نہیں وہ اس سے سچا تعلق نہیں رکھتا تو میری دعا اس کو کیا فائدہ دے گی؟ لیکن اگر وہ صاف دل ہے اور کوئی کھوٹ نہیں رکھتا تو میری دعا اس کے لئے نُوْرٌ عَلٰی نُوْر ہوگی۔

زمینداروں کو دیکھا جاتا ہے دو دو پیسے کی خاطر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا انصاف اور ہمدردی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ فسق فحشا اور بے حیائی سے باز آویں۔ جو ایسی حالت پیدا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر جب دل میں تقویٰ نہ ہو اور کچھ حصہ شیطان کا بھی ہو تو خدا شراکت پسند نہیں کرتا اور وہ سب چھوڑ کر شیطان کا کردیتا ہے کیونکہ اس کی غیرت شرکت پسند نہیں کرتی۔ پس جو بچنا چاہتا ہے اس کو ضروری ہے کہ وہ اکیلا خدا کا ہو مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ خدا تعالیٰ کبھی کسی صادق سے بیوفائی نہیں کرتا ساری دنیا بھی اگر اس کی دشمن ہو اور اس سے عداوت کرے تو اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتی۔ خدا بڑی طاقت اور قدرت والا ہے اور انسان ایمان کی قوت کیساتھ اس کی حفاظت کے نیچے آتا ہے اور اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات دیکھتا ہے پھر اس پر کوئی ذلت نہ آوے گی۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ زبردست پر بھی زبردست ہے بلکہ اپنے امر پر بھی غالب ہے۔ سچے دل سے نمازیں پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ اور اپنے سب رشتہ داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو۔ پورے طور پر خدا کی طرف ہو کر کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ نقصان کی اصل جڑ گناہ ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 67-70)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

علم و عمل

قسط دوم

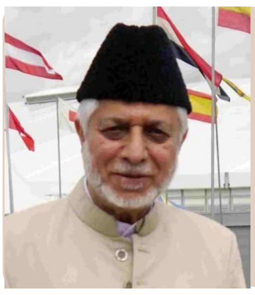

اطاعت اور فرمانبرداری دین حق کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔ دین حق کا مطلب ہی فرمانبرداری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا (تغابن:17) ایک مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کی زبان پر ہمیشہ سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کے الفاظ ہوں اور اس کا عمل اس کے مطابق ہو۔ ایک صحابیؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا کہ بیٹھ جاؤ۔ بظاہر مخاطب لوگ کوئی اور تھے لیکن وہ صحابیؓ اسی جگہ بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے گھسٹتے ہوئے مسجد نبوی میں حاضر خدمت ہوئے۔ ایسا ہی واقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی پیش آیا۔ آپ کے رفیق کا طرز عمل بھی وہی تھا۔حضرت مولانا نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دہلی سے ارشاد ملا کہ فوراً آ جاؤ۔ آپ اس وقت مطب میں مصروف تھے۔ ارشاد سنتے ہی دہلی جانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ سے گھر والوں کو پیغام بھجوا دیا کہ میں ارشاد کی تعمیل میں اپنے آقا کے قدموں میں حاضر ہو رہا ہوں۔ ریل کے ٹکٹ کے پیسے بھی جیب میں نہ تھے۔ اس توکّل کا پھل اللہ تعالیٰ نے اس طرح دیا کہ غیب سے غیر معمولی حالات میں اس کے اسباب مہیا کر دیئے اور نور الدینؓ پروانہ وار حاضر خدمت ہو گیا۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب کی مثال سنئے۔ ابتدائی زندگی میں تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑوں کا ہوا کرتا تھا۔ آپ ہر جمعہ کی رات وہ جوڑا دھو لیتے اور جمعہ کی صبح کو پہن لیتے تھے۔ ایک رات سردیوں کے موسم میں وہ جوڑا آپ نے دھویا ہوا تھا کہ رات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ گورداسپور کرم دین والے مقدمے کی پیشی کے لئے ابھی روانہ ہونا ہے آپ بھی آ جائیں۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب کی اطاعت اور فرمانبرداری کا نمونہ دیکھئے کہ آپ نے وہ کپڑے گیلے ہی پہن لئے اور سردی سے بچاؤ کے لئے اُوپر سے لحاف لے لیا اور فوراً حضور کے ساتھ چل پڑے۔

(تنویر القلوب جلد اوّل صفحہ 117)

اطاعت اور فرمانبرداری اس کو کہتے ہیں۔ نہ کوئی معذرت نہ کوئی عذر اور نہ ہی کوئی وضاحت یا تاخیر۔ ارشاد سنا اور اس کی تعمیل کو سعادت جانا۔

قرآن کریم میں انصار صحابہ کرامؓ کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِہِمۡ خَصَاصَۃٌ

(الحشر:10)

کہ ایسے نیک بندے ہیں جو اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش ہوتی تھی۔ ایثار کی یہ خوبی اسلامی اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ دوسروں کی ضروریات اور حاجات کو مقدم کرنا اور دوسروں کی خاطر دکھ اُٹھا کر انہیں آرام مہیا کرنا انسان کی عالی ظرفی، ہمدردی اور نیکی کو ثابت کرتا ہے۔ تاریخ اسلام کے اوّلین دور میں صحابہ کرامؓ نے اپنے عمل سے ایسی زرّیں داستانیں رقم کی ہیں جو اپنی عظمت کے اعتبار سے آج بھی زندہ ہیں اور زندگی بخش ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک فاقہ زدہ شخص آیا۔ اتفاق سے آپ کے گھر میں اس روز پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپؐ نے صحابہؓ سے کہا کہ کون ہے جو آج اس کی مہمانی کا حق ادا کرے گا؟ حضرت ابوطلحہؓ نے اس مہمان کو ساتھ لیا اور اپنے گھر لے آئے لیکن اتفاق ایسا تھا کہ ان کے گھر میں بچوں کے کھانے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ دونوں میاں بیوی نے بچوں کو بھوکا سلا دیا اور ان کا کھانا مہمان کے آگے رکھ دیا اور کسی بہانہ سے چراغ بجھا دیا۔ مہمان نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور دونوں میاں بیوی نے بھوکے پیاسے رات بسر کی اور مہمان کو اس بات کا احساس تک نہیں ہونے دیا۔ کتنا پیارا ایثار تھا حضرت طلحہؓ اور ان کی بیوی کا کہ صبح کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بشارت دی کہ عرش پر خدا بھی تمہارے اس فعل سے بہت خوش ہوا۔

ایک جنگ میں تین صحابہؓ سخت زخمی ہو گئے۔ پیاس کی شدت سے جان بلب تھے۔ ایک صحابیؓ کو پانی پیش کیا گیا تو اُن کی نظر دوسرے پیاسے پر پڑی۔ فرمایا پہلے اُسے دو۔ دوسرا پانی پینے لگا تو تیسرے پر نظر پڑی۔ کہ وہ پیاس سے بے تاب ہے۔ اُس نے کہا کہ پہلے تیسرے کو پانی پلاؤ۔ پانی پلانے والا اس تیسرے کے پاس آیا تو وہ شہید ہو چکا تھا۔ جلدی میں دوسرے کی طرف لَوٹا تو وہ بھی دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ پہلے کی طرف جلدی سے پلٹا تو دیکھا کہ وہ بھی جام شہادت نوش کر چکا ہے! ایسا ایثار دنیا کی تاریخ میں یقیناً بے مثال ہے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی ذات پر مقدم رکھتا ہے اور تینوں ہی یکے بعد دیگرے اپنی جانیں نچھاور کر دیتے ہیں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی روایت ہے کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت مہمان آئے جن کے پاس سرمائی بستر نہ تھے۔ موجود بستر ختم ہو جانے پر منتظمین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے اندر سے بستر منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کی ضروریات پوری کی گئیں۔ منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں عشا کے بعد گھر کے اندر حاضر ہوا تو میں نے یہ نظارہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سردی کی وجہ سے بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے۔ ساتھ ہی صاحبزادہ محمود لیٹے ہوئے تھے۔ جن کے اُوپر مسیح پاک نے اپنا چوغہ اتار کر دیا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ مسیح پاک علیہ السلام نے اپنا اور بچوں کا لحاف اور بچھونا، سب کا سب مہمانوں کے لئے بھجوا دیا تھا۔ منشی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس تو کوئی ایک بستر بھی نہیں رہا جبکہ سردی بہت زیادہ ہے آپ نے فرمایا۔

منشی صاحب! مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ اور ہمارا کیا ہے۔ رات کسی نہ کسی طرح گزر ہی جائے گی۔‘‘

(رفقاء احمد جلد 4 صفحہ 113)

اور اب سنئے حضرت مسیح پاک کے ایک تربیت یافتہ اور بے لوث خدمت گزار حضرت حافظ معین الدین صاحب کا ایک دل گداز واقعہ۔ ان کا واقعہ سنتے ہوئے ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال بھی کرنا چاہئے کہ ہم ان کی جگہ ہوتے تو کیا ہم بھی ایسا ہی کرتے؟ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار جب حضرت مسیح پاک علیہ السلام جالندھر تشریف لے گئے تو مجھے حکم دیا کہ تم ہمارے مکان میں رہنا۔ خرچ کے لئے ایک چوّنی مجھے دے گئے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اگر کچھ قرض کسی سے لو گے تو میں آ کر ادا کر دوں گا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں کبھی ننگل گاؤں میں جا کر روٹی کھا لیتا اور کبھی درختوں کے پتے کھا کر دن گزار دیتا۔ ایک روز ہشیار پور سے ایک مہمان آ گیا۔ میں نے اس کو کہیں سے روٹی لا کر کھلائی۔ صبح کے وقت اپنے ہمسایہ کے گھروں سے آٹا مانگ کر اور ایک دوسرے گھر سے روٹی پکوا کر اس کو کھلائی۔ اور اسی طرح شام کو بھی اس کو کھانا کھلایا۔ تیسرے روز بھی وہ یہیں رہا حالانکہ حضرت صاحب یہاں نہیں تھے۔ میں اس کو لے کر قریبی گاؤں گیا اور اُس کو ایک دکان پر بٹھا کر گھر گھر جا کر لوگوں سے دانے مانگے۔ جب ایک سیر کے قریب دانے ہو گئے تو کسی کے گھر جا کر چکّی سے انہیں پیسا اور آٹا لے کر اس کے ساتھ قادیان آیا اور روٹی پکوا کر اس کو کھلائی۔ چوتھے روز وہ خود چلا گیا۔

کسی نے حافظ معین الدین صاحب سے پوچھا کہ آپ نے یہ گداگری کیوں کی؟ تو آپ نے فرمایا۔

’’میں نے اپنے واسطے تو گداگری کبھی نہیں کی مگر مہمان کو روٹی کھلانی تو ضروری تھی۔‘‘

(رفقائے احمد جلد 13 صفحہ 310)

قرآن مجید میں بار بار اس بات کی تاکید آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اموال خرچ کرو۔ انفاق فی سبیل اللہ کو مذہب اسلام میں جہاد کا درجہ حاصل ہے۔ مال کی محبت انسان کی طبیعت میں رچی بسی ہوئی ہے۔ محنت سے کمائے ہوئے مال کو راہ خدا میں خرچ کرنا ہر زمانہ میں ایک امتحان رہا ہے اور بالخصوص مادی ترقی کے اس دور میں تو انسان کے ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ راہِ خدا میں خرچ کرنے والا ہے یا نہیں۔ ہاں وہ لوگ جو اس بات پر محکم یقین رکھتے ہیں کہ دولت کا دینے والا خدا ہے یہ ہماری کوشش اور محنت کا نتیجہ نہیں، ان کے لئے یہ مرحلہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ وہ کھلے دل کے ساتھ پوری بشاشت کے ساتھ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور سجداتِ شکر بجا لاتے ہیں کہ ہمارے مولیٰ نے ہمیں توفیق دی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس اسلامی تعلیم پر جس طرح دل و جان سے عمل کیا وہ تاریخ عالم میں بے مثل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غزوہ کے موقع پر نصف مال پیش کر دیا اور سوچا کہ میں اس میدان میں سب پر سبقت لے گیا ہوں۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ آئے اور اپنا سارا مال پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ مسابقت کی یہ دلفریب ادائیں ان فدائیوں نے کہاں سے سیکھیں؟ ان کے معلم، ہمارے معلّم اور کل جہان کے معلّم اور ساری دنیا کے لئے اسوۂ حسنہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اخلاق فاضلہ کے ہر میدان میں ہمیشہ سب سے آگے اور سب کے لئے بہترین نمونہ تھے۔

اس دورِ آخرین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِسی دبستانِ محمدؐ سے یہ اخلاق سیکھے اور اُن پر ایسا عمل کر کے دکھایا کہ آپ کے در پر دھونی رَما کر بیٹھنے والوں میں بھی یہی اخلاقِ فاضلہ جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ کی بات ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایک اشتہار شائع کرنے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت تھی۔ آپ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی سے فرمایا کہ ضرورت فوری ہے کیا ممکن ہے کہ آپ کی جماعت اس ضرورت کو پورا کر سکے؟ حضرت منشی صاحب نے حامی بھر لی اور تھوڑی دیر میں مطلوبہ رقم لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ چند روز بعد حضرت منشی اروڑے خان صاحب ملنے آئے اور حضور نے کپورتھلہ

جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے بروقت مدد کی اس پر یہ راز کھلا کہ منشی ظفر احمد صاحب نے تو جماعت کے کسی دوست سے اس کا ذکر تک نہیں کیا صرف اپنی بیوی کا زیور بیچ کر فوری طور پر جماعتی ضرورت پوری کر دی تھی! کتنی جان نثاری اور کتنی خاکساری اور کتنی بے نفسی ہے اس ایک واقعہ میں۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے واقعہ سے مجھے دورِ آخرین کے حضرت میاں شادی خان صاحب کی یاد آئی۔ سیالکوٹ کے لکڑی فروش بہت متوکّل انسان تھے۔ تنگدست تھے لیکن دل کے بادشاہ۔ ان کے بارہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انہوں نے۔ ”درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 315)

اس فدائی انسان کا نمونہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے گھر کا سارا سازوسامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ بہت بڑی قربانی تھی۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک مجلس میں اس پر اظہارِ خوشنودی فرمایا کہ میاں شادی خان نے تو اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ میاں شادی خان صاحب نے سنا تو سیدھے گھر گئے۔ ہر طرف نظر دوڑائی سارا گھر خالی ہو چکا تھا صرف چند چارپائیاں باقی تھیں۔ فوری طور پر ان سب کو بھی فروخت کر ڈالا اور ساری رقم لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دی اور حضور کے منہ سے نکلی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری کر دی۔

انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق کسی انسان کو تب ملتی ہے جب اس کو توکل علی اللہ کی نعمت نصیب ہوئی ہو۔ اس تعلق میں حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کا خوبصورت نمونہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔

”ہمارے گھر میں خرچ نہ تھا۔ میرے والد صاحب نے میری والدہ سے پوچھا، آٹا ہے؟ کہا نہیں۔ مال ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ ایندھن ہے؟ وہی جواب تھا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا۔ صرف دو روپے تھے فرمانے لگے۔ اس میں تو اتنی چیزیں پوری نہیں ہوسکتیں۔ اچھا میں ان دو روپوں سے تجارت کرتا ہوں۔ وہ دو روپے کسی غریب کو دے کر خود نماز پڑھنے چلے گئے۔ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دیئے۔ واپس آ کر فرمایا۔ ”لو میں تجارت کر آیا ہوں۔ اب سب چیزیں منگوالو۔ اللہ کی راہ میں مال دینے سے گھٹتا نہیں، بڑھتا ہے۔“

(انعامات خداوند کریم صفحہ 221-222)
(تصنیف حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد لدھیانوی)

بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غم خواری اسلام کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔ دوسروں کے آرام کا خیال رکھنا اور ان کی خاطر خود تکلیف اُٹھا کر ان کے آرام کا خیال رکھنا بہت ہی عمدہ خلق ہے۔ ہر شخص دل میں یہ نیک جذبات اور ارادے تو ضرور رکھتا ہے لیکن جب تک ان ارادوں کو عمل میں نہ ڈھالا جائے اس وقت تک اس فرض کا حق ادا نہیں ہوتا۔ یہ میدان بہت وسیع ہے اور اس خلق کو اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کے بے شمار انداز ہیں۔ میں چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔ ذرا دیکھیں کہ یہ مثالیں ہم سب کے لئے دعوتِ عمل کا کتنا زوردار پیغام اپنے اندر رکھتی ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب اللہ تعالیٰ نے خلیفہ مقرر فرمایا تو آپ کو دوسروں کے آرام اور ضروریات کا اتنا خیال رہتا کہ آپ راتوں کو عموماً گشت کیا کرتے اور براہِ راست یہ معلوم کرتے کہ لوگ کس حال میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک رات یہ نظارہ دیکھا کہ ایک عورت کھانا پکا رہی ہے اور بچے اس کے پاس بھوک کی شدت سے چلا رہے ہیں پوچھا کہ بچوں کو کھانا کیوں نہیں دیتی؟ تو کہنے لگی کہ ہنڈیا میں کھانا نہیں، پتھر ڈالے ہوئے ہیں اور بھوکے بچوں کو بہلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ حضرت عمرؓ پر یہ دیکھ کر کپکپی طاری ہوگئی۔ بڑھیا اور بچوں کی حالت دیکھ کر اپنی ذمہ داری کے حوالے سے ندامت میں ڈوب گئے۔ فوراً واپس آئے اور بیت المال سے کھانے کے سامان کی بوری تیار کی غلام سے کہا کہ اسے اُٹھا کر میری کمر پر رکھ دو۔ غلام کہنے لگا کہ امیرالمومنین آپ کیوں اٹھاتے ہیں میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ فرمایا دنیا میں تو تم یہ بوجھ میرے لئے اُٹھا سکتے ہو لیکن قیامت کے روز تم میرا کوئی بوجھ نہیں اُٹھا سکتے! امیرالمومنینؓ نے بوری اپنی کمر پر اٹھائی۔ بڑھیا کے گھر لائے۔ کھانا تیار ہوا اور بچوں نے کھایا اور بڑے مزے کی نیند سوئے۔ بڑھیا نے خوش ہو کر کہا۔ خدا آپ کو جزا دے، امیرالمومنینؓ بننے کے اہل تو آپ ہیں نہ کہ عمر۔ حضرت عمرؓ کی عظمتِ کردار دیکھئے اور خاموش خدمت کا حسین انداز دیکھئے کہ بڑھیا کو ندامت سے بچانے کے لئے آپ نے بڑھیا پر یہ راز نہ کھولا کہ وہ عمر تو میں ہی ہوں۔ عاجزی اور خاکساری سے سر جھکا کر رخصت ہوگئے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانے کی بات ہے ایک دفعہ بہت رات گئے ایک مہمان آ گیا۔ اس وقت گھر میں کوئی چارپائی خالی نہ تھی۔ سب سو رہے تھے۔ حضور نے مہمان سے کہا کہ ذرا ٹھہریں میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ آپ یہ فرما کر اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے اور پھر دیر تک باہر تشریف نہ لائے مہمان نے سوچا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں اس وقت چارپائی کا کوئی انتظام نہیں ہوسکا اس لئے آپ واپس نہیں آئے۔ اتنے میں اس نے ایک نظارہ دیکھا اور حیرت کی تصویر بن گیا۔ اس نے ڈیوڑھی میں سے گھر کے اندر جھانک کر دیکھا کہ اندر صحن میں ایک صاحب جلدی جلدی چارپائی بُن رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنے دستِ مبارک میں مٹی کا ایک دیا پکڑے اُس کے پاس کھڑے ہیں۔ تھوڑی دیر میں چارپائی تیار ہوئی تو وہ اُس مہمان کو پیش کر دی گئی۔ یہ نظارہ دیکھ کر مہمان کی عجیب حالت تھی۔ عرقِ ندامت میں غرق کہ میں نے آدھی رات کو حضور علیہ السلام کو اِس قدر تکلیف دی۔ اُدھر حضرت مسیح علیہ السلام کا خُلق دیکھئے کہ آپ بار بار اُس مہمان سے معذرت خواہ ہیں کہ معاف کرنا چارپائی لانے میں بہت دیر ہوگئی۔

انسان اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ دوسروں کے لئے بھی دعائیں کرنے کی توفیق ملتی ہے کہ یہ بھی اسلامی تعلیمات میں شامل ہے لیکن دوسروں کے لئے دعا کرنے کا جو واقعہ میں ذکر کرنے لگا ہوں کم لوگوں نے سنا ہوگا اور بہت تھوڑے ہوں گے جو کبھی خود اس کیفیت سے گزرے ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانے کا واقعہ ہے۔ چوہدری حاکم دین صاحب بورڈنگ کے ایک ملازم تھے۔ ان کی بیوی پہلے بچے کی ولادت کے وقت بہت تکلیف میں تھی۔ اِس کربناک حالت میں رات کے بارہ بجے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ دروازہ پر دستک کی آواز سن کر پوچھا کون ہے؟ اجازت ملنے پر اندر جا کر زچگی کی تکلیف کا ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی حضور فوراً اُٹھے، اندر جا کر ایک کھجور لے کر آئے اُس پر دعا کر کے اُنہیں دی اور فرمایا۔ یہ اپنی بیوی کو کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔ چوہدری حاکم دین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں واپس آیا کھجور بیوی کو کھلا دی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچی کی ولادت ہوئی۔ رات بہت دیر ہو چکی تھی میں نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے دوبارہ حضور کو اس اطلاع کے لئے جگانا مناسب نہیں۔ نماز فجر میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھجور کھلانے کے جلد بعد بچی پیدا ہوگئی تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے جو فرمایا وہ سننے اور یاد رکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دل گداز الفاظ طبیعت میں رقت پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

”میاں حاکم دین! تم نے اپنی بیوی کو کھجور کھلا دی اور تمہاری بچی پیدا ہوگئی۔ تم اور تمہاری بیوی آرام سے سو گئے۔ مجھے بھی اطلاع دے دیتے تو میں بھی آرام سے سو رہتا۔ میں تو ساری رات جاگتا رہا اور تمہاری بیوی کے لئے دعا کرتا رہا۔“

چوہدری حاکم دین صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا اور بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے۔

”کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نور الدین اعظم۔“

(مبشرین احمد صفحہ 38 نیز رفقائے احمد جلد 8 صفحہ 71-72)

ہمارے محبوب آقا سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ تین باتیں جن سے انسان کو ایمان کی حلاوت اور مٹھاس محسوس ہوتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حالتِ کفر سے ایک بار نکل آنے کے بعد دوبارہ کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا ہی ناپسند کرے جتنا آگ میں دوبارہ ڈالے جانے کو۔ یہ ہے وہ استقامت جو ایک سچے مومن کی نشانی ہے۔ ایک مومن کو خواہ وہ پیدائشی مومن ہو یا بعد میں اسلام لایا ہو، زندگی کے دوران ایسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جن میں اُس کے ایمان کا امتحان لیا جاتا ہے۔ لیکن حالات خواہ کچھ بھی ہوں، مصائب کتنے بھی شدید ہوں ہر حالت میں پوری استقامت کے ساتھ ایمان پر قائم رہنا ایک سچے مومن کی شان ہے۔ اسلام کی سچائی کا یقین اگر علم ہے تو اس ایمان پر قائم رہنا اور استقامت سے قائم رہنا عمل صالح ہے۔ تاریخ اسلام کا ہر دور ایسی روشن مثالوں سے منور نظر آتا ہے کہ مسلمانوں نے ہر مصیبت برداشت کی، ہر امتحان میں سرخرو ہوئے، حتیٰ کہ بعض نے اس راہ میں اپنی جانیں بھی قربان کر دیں لیکن ایک بار ایمان کا مزہ چکھ لینے کے بعد پھر اس شیریں جام کو اپنے منہ سے کبھی جدا نہیں کیا۔ اپنے عمل سے انہوں نے صبر و استقامت کی ایسی تاریخ رقم کی کہ ہمیشہ ایک مثال کے طور پر پیش کی جاتی رہے گی۔ واقعات کی تعداد اتنی ہے کہ انتخاب ایک مسئلہ ہے اور واقعات اس قدر دردناک ہیں کہ بیان کی طاقت نہیں۔

حضرت بلالؓ کا ظالم آقا آپ کو چلچلاتی دھوپ میں گرم ریت پر لٹا دیتا اور سینہ پر بھاری گرم پتھر رکھ دیتا کہ آپ حرکت بھی نہ کر سکیں لیکن آفرین ہے سیدنا بلالؓ کی استقامت پر کہ اس حالت میں بھی احد احد کے الفاظ کہتے ہوئے توحید الٰہی کا اقرار کرتے چلے جاتے۔ حضرت خبابؓ کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا۔ ظالم آقا ان کے سینے پر سوار ہو جاتا اور یہ عذاب اس وقت جا کر ختم ہوتا جب جسم کی رطوبت نکل نکل کر آگ کو سرد کر دیتی۔ حضرت عمّار بن یاسر استقامت کا ایک بلند مینار تھے۔ ان کو اور ان کے والدین کو ظالموں نے ایسے ایسے زہرہ گداز مظالم کا نشانہ بنایا کہ آج بھی اُن کا ذکر آنے پر انسانیت کی جبیں عرقِ ندامت سے تر ہو جاتی ہے۔ ظالم ابوجہل نے ان کی والدہ کی شرم گاہ میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

بد بخت ظالموں نے سب کچھ کیا لیکن ان کے ایمان اور استقامت کو متزلزل نہ کر سکے۔ کیوں نہ ایسا ہوتا وہ اُس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں میں سے تھے جن پر تاریخ انسانیت میں سب نبیوں سے زیادہ مظالم روا رکھے گئے۔ جس طرح اُس کو وہ صبر و استقامت کے سامنے ظلم کی ہر چوٹی سرنگوں ہوتی رہی اُسی طرح اُس کے جانثاروں نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ وہ صبر و استقامت کے سامنے ظلم کی ہر چوٹی سرنگوں ہوتی رہی اُسی طرح اُس کے جانثاروں نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ وہ صبرو استقامت کے بادشاہ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

یہ واقعات ایسے نہیں کہ محض تاریخ کے صفحات کی زینت بن چکے ہوں بلکہ یہ وہ زندہ و پائندہ صداقتیں ہیں جو اِس دور میں بھی بڑی شان سے دوہرائی جا رہی ہیں۔ صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہید کی عظیم الشان شہادت نے کس شان سے ثابت کیا کہ دین کی خاطر اپنی جانیں نچھاور کرنے والے کبھی بھی کم نہیں ہوتے۔ بادشاہ کی تاجپوشی کرنے والے اس بزرگ انسان کو ایک من چوبیس سیر وزنی زنجیر میں جکڑا گیا۔ ناک چھید کر نکیل ڈال کر سر مقتل لایا گیا۔ ہر طرح کا لالچ دیا گیا۔ بار بار فہمائش کی گئی مگر استقامت کے اس شاہزادے نے سنگسار ہونا قبول کر لیا لیکن ایمان کا سودا کرنا گوارا نہ کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کابل کا یہ عظیم فرزند پتھروں کے ڈھیر میں چھپ کر ہمیشہ کی زندگی پا گیا۔

جان کی بازی لگا دی، قول پر ہارا نہیں

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک اور عاشق صادق حضرت مولانا بُرہان الدین صاحب جہلمی نے جس شان سے راہِ خدا میں دکھ اُٹھائے اور استقامت کا علَم سر بلند رکھا اس کی بھی اپنی ہی ایک نرالی شان ہے۔ حضرت مسیح پاکؑ ایک دفعہ ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ حضرت مولوی صاحب بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ اچانک اس گلی کی ایک بڑھیا کی آتش غیظ و غضب بھڑک اُٹھی اور اس نے غصہ سے بے قابو ہو کر گھر کی گندگی اٹھا کر حضور پر پھینک دی۔ گندگی حضور پر تو نہ گری لیکن حضرت مولوی برہان الدین صاحب کے سر پر پڑی۔ ناک پر ایک مکھی بیٹھ جائے تو انسان غصہ سے بے قابو ہو جاتا ہے یہاں گندگی کا ایک ڈھیر تھا جو آپ پر گرا دیا گیا لیکن یہ سب کچھ خدا کی راہ میں تھا اور صرف اِس وجہ سے یہ سلوک آپ سے ہوا کہ آپ نے خدا کے فرستادہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مانا تھا۔ آپ نے اس بظاہر ذلت کو اپنے لئے ایک سعادت جانا اور عجیب وارفتگی اور مستی کے انداز میں منہ اُوپر اُٹھا کر اُس بڑھیا کو دیکھا اور کہا۔

''پا او مائیے ہور پا!''

ایک اور موقع پر مخالفین نے آپ کو پکڑ کر بہت مارا اور بالآخر زمین پر گرا کر آپ کی چھاتی پر سوار ہو گئے اور آپ کے منہ میں گوبر بھرنا شروع کر دیا۔ ذرا اس سفّاکی اور ظلم کا تصوّر کیجئے اور دیکھیں کہ اس حالت میں اس عاشق صادق اور پروانہ مسیح دوراں کا ردّ عمل کیا تھا۔ اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''او بُرہانیا! ایہہ نعمتاں فیر کتھوں؟''

صبر و استقلال کی یہ چٹانیں، عزم و استقامت کے یہ پہاڑ قامت وجود، اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو عطا فرمائے جنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنے عہدِ بیعت میں سچے اور ثابت قدم ہیں۔ اللہ اُن سے راضی ہو اور وہ اُس سے راضی ہوں۔

راہ خدا میں دکھ اُٹھانے اور ضرورت پڑنے پر جانیں نثار کرنے کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ ہمارے اس دور میں جو احمدیت کا ایک سنہری دور ہے اور آنے والی نسلیں ہمیشہ اس دور کو محبت اور چاہت سے یاد کیا کریں گی۔ اس دور میں بھی سینکڑوں شہیدانِ احمدیت نے احمدیت کے چمن کو اپنے خون سے سینچا ہے اور ہزار ہا اسیرانِ راہِ مولیٰ نے احمدیت کی آبرو کی خاطر اپنی عزتیں قربان کی ہیں۔ آج اس وقت بھی یہ اسیرانِ راہِ مولیٰ جیل کی تاریک و تار کوٹھریوں میں آہنی سلاخوں کے پیچھے، عشق و وفا اور صبر و استقامت کی قندیلیں روشن کئے بیٹھے ہیں۔ لاریب انہی قندیلوں سے ایک روز سارا جگ منور ہو کر رہے گا۔

علم و عمل کے تقاضے بے شمار ہیں۔ چند مثالیں آپ کی خدمت میں عرض کی ہیں۔ آخر میں مَیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اور میدانِ عمل بھی ہے جو ہماری راہ دیکھ رہا ہے۔ یہ میدان اپنے عہد و پیمان کو پورا کرنے کا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ تاریخ اسلام کے ہر دور میں کس طرح عشاقِ اسلام نے اپنے ایمان کے تقاضوں کو عملی رنگ میں پورا کر دکھایا۔ انہوں نے علم و عمل کے علَم کو بڑی شان سے سر بلند رکھا اور کبھی بھی سرنگوں نہ ہونے دیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان وفا شعار، راست باز اور صادق القول صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کا کس محبت سے ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت کریمہ میں جو میں نے شروع میں بیان کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيۡهِ

(الاحزاب:22)

کہ مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے، جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ پس ان میں سے وہ بھی ہے اس نے اپنی منت اور اپنے وعدہ کو عملاً پورا کر دکھایا وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ اور ان میں سے کچھ وہ بھی ہیں جو وفا کے ساتھ ابھی انتظار کر رہے ہیں وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا اور وہ ایسے ہیں کہ انہوں نے ہر گز اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ہاں وہ اُس وقت کے منتظر ہیں کہ کب موقع ملے اور وہ اپنے وعدوں کو پورے اخلاص کے ساتھ پورا کر سکیں۔

یاد رہے کہ ہم نے بھی اپنے مولیٰ سے کچھ عہد و پیمان کئے ہیں۔ ہم نے بھی امام وقت کے مقدس ہاتھ میں ہاتھ دے کر وفا کی کچھ قسمیں کھائی ہیں۔ عہد بیعت کو بار بار صمیم قلب سے دوہرایا ہے۔ یاد رکھو کہ آج ان قسموں کو پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اپنے وعدوں کو سچ کر دکھانے کا دن آ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں علم کے بے پناہ خزانوں سے نوازا، قرآن کریم کا بحر عظیم ہمیں عطا ہوا۔ احادیث کا انمول خزانہ ہمیں نصیب ہوا۔ مسیح زماں نے روحانی خزائن کی دولت سے ہمیں مالا مال کیا۔ اب ان سب علوم کو عمل کے سانچے میں ڈھالنے کا وقت آ گیا ہے یہ باتوں کا وقت نہیں، عملاً کچھ کر دکھانے کا وقت ہے۔ دیکھو کہ دعوت الی اللہ، تربیت اور اصلاحِ نفس کے کتنے وسیع میدان ہیں جو ہمارے منتظر ہیں۔ کتنے تقاضے ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔ اُٹھو! اور صدق و وفا کے ساتھ، اپنے نیک عزائم کو اعمال کے قالب میں ڈھالتے چلے جاؤ۔

عشق و وفا کی یہ سچی داستانیں، اسلاف کے یہ ایمان افروز واقعات، صرف سننے سنانے کی باتیں نہیں۔ اِن زندگی بخش واقعات میں ہم سب کے لئے ایک عظیم درسِ نصیحت مُضمر ہے۔ جس علَم کو صحابہؓ نے اور ہمارے اسلاف نے سر بلند رکھا اُسے سر بلند رکھنا اور کل عالم پر لہراتے چلے جانا ہمارا فرض ہے۔

پس اے دین احمد کے فدائیو! اور احمدیت کے جانثارو! اُٹھو اور خدمتِ دین کرنے کی جو بے تاب تمنائیں آج ہمارے سینوں میں موجزن ہیں ان سب کو عملی جامہ پہناؤ۔ خدا کے حضور اپنے سچے اور مخلصانہ ارادے، اعمالِ صالحہ کے خوبصورت طشتوں میں سجا کر پیش کرو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور منہ کی باتیں اور زبانی دعوے کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ اُس دربار میں تو نیک اور پُرخلوص اعمال کے نذرانے ہی قبول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حسنِ عمل اور سعیٔ مشکور کی توفیق عطا فرمائے اور شرفِ قبولیت عطا فرمائے آمین۔

بقیہ: ''زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے'' ...... از صفحہ 3

اسے یہ تاکید کی جاتی ہے کہ ان مبارک ایام میں حلال چیزیں بھی کچھ وقت کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔ حرام تو حرام ہی ہیں۔ ان سے اجتناب ضروری ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

مَنۡ لَّمۡ يَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلَ بِهٖ فَلَيۡسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيۡ اَنۡ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

اس ارشاد نبویؐ کا ترجمہ یہ ہے کہ جو جھوٹی بات اور جھوٹے عمل کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ روزہ رکھ کر اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ اللہ کی نظر میں ایسے روزوں کی کوئی وقعت نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس حوالہ سے فرمایا تھا کہ

''سب سے مہلک بیماری جھوٹ ہے۔ یہ ایسی بدی ہے جو سب نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ یہ ایسا تیزاب ہے جو سونے کو بھی گلا دیتا ہے۔ اس سے بچیں اور اپنے گھروں کو سچائی کی آماجگاہ بنا دیں۔''

پھر اسی کی تفصیل میں فرمایا کہ رمضان میں جھوٹ کے خلاف جہاد کریں اور دعائیں کریں۔ چھوٹے بڑے دعائیں کریں کہ اللہ ہمیں جھوٹ کی لعنت سے بچائے۔ بعض احمدی نیکیاں اختیار کرتے ہیں عام زندگی میں جھوٹ بھی نہیں بولتے۔ لیکن جب کبھی ایسا موقع آ جائے گواہی دینی ہو، اسائلم لینا ہو تو فوراً جھوٹ بول دیتے ہیں۔ انشورنس کا ناجائز استعمال ہوتا ہے حکومت بھی دے رہی ہے اور آپ اپنا کام بھی کر رہے ہیں اور جب پکڑے جائیں تو جھوٹ بول دیتے ہیں۔''

(الفضل 26 فروری 1994ء)

ان اہم امور کی طرف ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی بار ہا توجہ دلا چکے ہیں اور سچائی کے ساتھ اپنے اسائلم کیس لڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اسی طرح روزہ میں لڑائی جھگڑے کی ممانعت ہے کیونکہ جھگڑے کے دوران بھی زبان کا غلط استعمال ہو جاتا ہے۔ اسی پر فرمایا کہ تم جواباً کہو ''اِنِّيۡ صَآئِمٌ'' کہ میں روزے سے ہوں۔

پس آئیں! اس رمضان کو سچائی کا رمضان بنا دیں اور اپنے گھروں اور وجود سے جھوٹ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(ابو سعید)

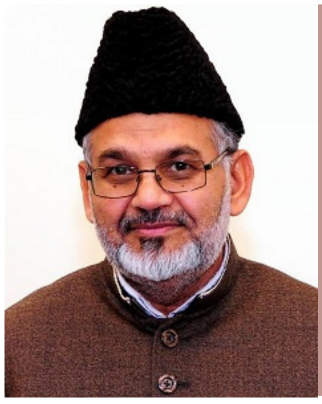

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 42

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 7 مئی 2010ء صفحہ 7 پر ہماری خبر خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کی جس کی شہ سرخی یہ ہے:

''اسلام میں دہشت گردی کی گنجائش نہیں ہے''

''جماعت احمدیہ، امریکہ نیویارک میں کار بم دھماکے کی کوشش کی مذمت کرتی ہے۔''

چینو کیلیفورنیا: (پ ر) کیلی فورنیا میں جماعت احمدیہ کی مسجد بیت الحمید کے امام شمشاد احمد صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے نیویارک میں دہشت گردی کی ناکام واردات کی پرزور مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام مسلمانوں کو اس واقعے کی مذمت کرنی چاہئے۔ اسلام تو امن کی تعلیم دیتا ہے اور مسلمانوں کو اپنی سکونت کے ملک کے قوانین کی مکمل پابندی کا حکم دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے ملک سے وفاداری کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے چنانچہ اس حکم کے مطابق تمام مسلمانوں کو سرزمین امریکہ سے وفاداری کا اظہار کرنا چاہئے۔ امام شمشاد نے امریکہ میں بسنے والے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر باآواز بلند اس قسم کے تشدد اور دہشت گردی کے واقعات کی پرزور مذمت کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک میں فراہم کردہ ہر قسم کی آزادی سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ یہاں کے قوانین کی مکمل پاسداری کریں اور پابندی کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت کے بانی نے 120 سال قبل کہا تھا کہ اسلام میں کسی قسم کے تشدد اور دہشت گردی کی گنجائش نہیں۔ اس دہشت گردی کا ایک چھوٹا سا گروہ ذمہ دار ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور اسلام کا چہرہ مسخ کر رہا ہے، انہوں نے کہا کہ شہروں میں بدامنی پھیلانا بزدلانہ کام ہے اور دہشت گردی کے لئے کوئی عذر قبول نہیں ہے۔ امام شمشاد نے کہا کہ ہم ہر اس فورم پر دہشت گردی کی مذمت کرتے رہیں گے جو اس کی دسترس میں ہو۔''

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 7 تا13 مئی 2010ء صفحہ 7 پر ہماری مندرجہ بالا خبر کو شائع کیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے نیویارک میں دہشت گردی کے واقعہ کی مذمت کی گئی ہے۔

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 10 مئی 2010ء فرنٹ پیج پر ہماری ایک بہت بڑی تصویر کے ساتھ خبر شائع کی ہے۔ خبر کی شہ سرخی یہ ہے ''امن کا پیغام''

''Message of Peace''

یہ تصویر بس کی ہے۔ جس پر جماعت احمدیہ کا پیغام درج ذیل جلی حروف میں لکھا ہوا ہے کہ:

مسلم فار پیس (مسلمان امن کے لئے)

اور وفاداری اور انصاف کے لئے

جماعت احمدیہ ہر قسم کے تشدد اور دہشت گردی کی مذمت کرتی ہے۔

قرآن کریم کے 60 زبانوں میں تراجم۔ I-800-Why-Islam پر کال کریں۔ محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں۔

تصویر کے نیچے اخبار نے لکھا کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے لوکل چیپٹر کی طرف سے یہاں لاس اینجلس میں شہر کے اندر چلنے والی بسوں پر یہ اشتہار شائع ہوا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عوام الناس میں اسلام کے بارے میں بیداری پیدا کی جائے کہ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے اور اس کا تشدد یا دہشت گردی سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور تا لوگ ان کے مذہب کو امن والا سمجھیں۔

اخبار نے خبر میں یہ بات لکھی کہ اس وقت جہاں مسلمانوں کے بعض متشدد اور دہشت گردوں نے امریکن شہریوں کو دہشت گردی کی دھمکیاں دی ہیں۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے مسلمانوں کے گروپ جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے مذہب کے بارے میں باور کرائیں کہ ان کا مذہب اسلام امن والا مذہب ہے۔ اس کے لئے ان کی لوکل جماعت بیت الحمید سے تعلق رکھنے والی جماعت احمدیہ نے لاس اینجلس کی قریباً 200 بسوں میں اپنے مذہب کے امن والا ہونے کے بارے میں بڑے بڑے پوسٹر اور اشتہار لگائے ہیں یہ پوسٹرز اور بینرز بسوں کے اندر قریباً 6 ماہ تک رہیں گے۔ جن پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ:

Muslim For Peace (مسلمان صرف امن کے لئے ہیں)

انصاف، آزادی اور وفاداری ہر ایک کے لئے۔ اسی طرح محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ اس پیغام کے ساتھ ساتھ ان کا یہ بھی پیغام ہے کہ اسلام ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔

غفار نے بتایا کہ مسلمانوں کی اکثریت امن پسند ہے لیکن بہت تھوڑے لوگ ہیں جو امن کو خراب کر رہے ہیں۔

اخبار نے مزید لکھا کہ یہ پوسٹر اور اشتہارات کا سلسلہ گزشتہ سال لندن میں شروع ہوا تھا جس وقت جماعت احمدیہ کے عالمی سربراہ مرزا مسرور احمد نے کہا تھا کہ یہاں کے ہر شخص تک اسلام کا امن اور محبت کا پیغام پہنچایا جائے۔ اس پیغام میں کہا گیا ہے کہ ہم امن، محبت، انصاف اور آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔

امام شمشاد ناصر جو مسجد بیت الحمید کے امام ہیں یہ پیغام ایک عرصے سے ریڈیو پروگرام میں بھی بتا رہے ہیں اور نشر کر رہے ہیں جس کا عنوان ہوتا ہے۔

Understanding Islam with Imam Shamshad

شمشاد نے کہا کہ ہم بھی یہاں پر یہ پیغام ہر ایک کو پہنچا رہے ہیں اور اس کا مقصد ہے کہ ہم سب لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کریں۔ ایک دوسرے کا احترام سکھائیں۔ بے شک آپس میں ہمارے اختلافات ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمارے اختلافات ایک دوسرے کے احترام میں رکاوٹ نہیں بننے چاہئیں۔ شمشاد نے مزید کہا کہ اسلام ہمیں پیار اور محبت ہی سکھاتا ہے اور یہ کہ تمام مسلمان اپنے ملک کے وفادار رہیں کیونکہ بانی اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے۔

اس کے بعد اخبار نے جماعت احمدیہ کا تعارف لکھا ہے کہ یہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے ذریعہ ہندوستان میں 1889ء میں قائم ہوئی۔

ویسٹ سائڈ سٹوری نیوز پیپر نے 13 مئی کی اشاعت میں ہمارا اشتہار شائع کیا۔ اس اشتہار میں لکھا گیا ہے ''اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں معلومات حاصل کریں''

کلمہ شہادت کا ترجمہ ہے خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔ تمام انبیاء کا احترام کریں مسلمان صرف ایک خدا کے آگے جھکتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے۔

اسلام کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں سکھاتا۔ نہ مذہب، نہ رنگ اور نہ نسل کی بنیاد پر۔ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔''

نیچے مسجد بیت الحمید کی تصویر ہے اور نمازوں کے اوقات اور مسجد کی تصویر بھی پروگرام کی تفصیل فون نمبرز کے ساتھ درج ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 14 مئی 2010ء صفحہ 11 پر خاکسار کے مضمون بعنوان ''کیا جنگ ہی امن اور نجات کا راستہ ہے'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے جو اس سے قبل دوسرے اخبار کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 14 مئی 2010ء میں ہماری ایک خبر شائع کی ہے۔ خبر کا متن وہی ہے جو اس سے قبل دیگر اخبارات (اردو اور انگریزی کے حوالہ سے گزر چکا ہے)

لوکل مسلمان نیویارک میں بم دھماکے کی کوشش کی مذمت کرتے ہیں

خبر میں جماعت احمدیہ لاس اینجلس مسجد بیت الحمید کے حوالہ سے خبر ہے کہ یہاں کے جماعت احمدیہ کے ریجنل مبلغ امام شمشاد ناصر نے اس کی پرزور مذمت کی ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 14 مئی 2010ء صفحہ 23 پر ایک تصویر کے ساتھ ہماری خبر شائع کی ہے۔ جس کا عنوان ہے امن کے بارے میں سمپوزیم خواتین کا اجتماع۔

جماعت احمدیہ کی خواتین کی تنظیم (لجنہ اماء اللہ) نے مسجد بیت الحمید میں 17 اپریل 2010ء کو امن کے بارے میں ایک سمپوزیم منعقد کیا۔ جس میں یہودی مذہب، عیسائی، بدھ ازم اور احمدی مسلمان خواتین نے تقاریر کیں۔ احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے امۃ المجیب صاحبہ نے اسلام میں جہاد کے اصل معانی اور تعریف بتائی۔ ان کے علاوہ دیگر مذاہب کے مقررین نے بھی اپنی اپنی الہامی کتب سے اس بارے میں بیان کیا اور اس کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے۔ زیادہ تر سوال جماعت احمدیہ سے یہ کئے گئے کہ مسلمان خواتین الگ کیوں بیٹھتی ہیں، حلال کھانے سے کیا مراد ہے؟ وغیرہ

پروگرام کے اختتام کے بعد بھی مہمان دلچسپی کے ساتھ احمدی خواتین سے سوالات پوچھتی رہیں اور اپنی غلط فہمیوں کا ازالہ کرتی رہیں۔

ایک مسلمان خاتون جو اس موقع پر تھیں کہنے لگیں کہ میں احمدی مسجد میں پہلی دفعہ آئی ہوں، میں بھی مسلمان ہوں، میری ماں بھی مسلمان ہے۔ ہم جب بھی اپنی مسجد میں جاتے ہیں تو دوسروں کے بارے میں منفی باتیں ہی سنتے ہیں لیکن اس مسجد میں ایسا نہیں ہوا۔ میں یہاں آئندہ بھی آؤں گی۔

ایک اور خاتون نے کہا کہ آج احمدیوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے یہ اندازہ ہوگا کہ گویا ہم اپنی فیملی کے ساتھ مل رہے ہیں۔ یہ بہت عمدہ موقع تھا کہ علمی طور پر ہمیں کچھ سننے اور جاننے کا موقع ملا۔ اس موقع پر دیگر مذاہب کی کل 75 خواتین شریک تھیں۔ اس سمپوزیم کے منتظمین سے مہمانوں نے درخواست کی کہ اس قسم کی زیادہ میٹنگز کریں تا ایک دوسرے کے بارے میں زیادہ معلومات مل سکیں۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 14 مئی 2010ء صفحہ 19 پر ہماری خبر شائع کی ہے جس کی شہ سرخی یہ ہے ''احمدیہ نیویارک میں کار بم دھماکے کی کوشش کی مذمت کرتی ہے'' اس خبر کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

چینو چیمپئن نے اپنی اشاعت 15 تا 21 مئی 2010ء صفحہ B5 پر مختصراً خبر شائع کی ہے کہ

Radio Show about Islam

اسلام کے بارے میں ریڈیو پروگرام

خبر میں بتایا گیا ہے کہ امام شمشاد ناصر امام آف مسجد بیت الحمید چینو ہر ہفتہ ریڈیو پر ایک پروگرام کر رہے ہیں جس کا عنوان ہے:

''Understanding Islam''

یہ پروگرام ریڈیو کی فریکونسی 1510KSPA پر 10:30 بجے باقاعدگی سے سنا جا سکتا ہے۔ امام شمشاد کی معاونت عمران جٹالہ اور محمد غفار کرتے ہیں۔ اس پروگرام میں آپ اسلام کے بارے میں سنیں گے اور آپ Live سوالات بھی کر سکتے ہیں۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 19 مئی 2010ء صفحہ 25 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس خطبہ کا عنوان ہے ''اللہ تعالیٰ کی صفت خالق''

اخبار نے مختصراً اس خطبہ کے خلاصے میں آیات قرآنی یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ۖ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ (فاطر:4) اور سورۃ العنکبوت آیت نمبر 45 خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ سورۃ البقرۃ کی آیت 118 بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ سورۃ النساء کی آیت 2 یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا سورۃ المومنون کی آیت نمبر 13 وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ النمل کی آیت 61 اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَھْجَۃٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَھَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ ھُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ۔ سورۃ النمل آیات 63 تا 65 اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ یَّھْدِیْکُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کی آیات کی تشریح فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی صفت حسنیٰ خالق کا جامع و مانع انداز میں تذکرہ فرمایا۔

آخر میں مسجد بیت الحمید کا ایڈریس اور فون نمبر درج ہے تا لوگ مزید معلومات کے لئے کال کر سکیں۔

ڈیلی بلٹن نے اپنی اشاعت 21 مئی میں صفحہ A9 پر ہماری یہ خبر شائع کی ہے۔

LA Women's Interfaith Group

visits Local Mosque

لاس اینجلس کے بین الاقوامی مذاہب گروپ کی خواتین نے لوکل مسجد کا وزٹ کیا

اخبار لکھتا ہے کہ قریباً 134 خواتین نے جو انٹر فیتھ گروپ سے تعلق رکھتی ہیں مسجد بیت الحمید کا وزٹ کیا جس میں مسجد کے امام سید شمشاد ناصر سے سوال و جواب کا پروگرام بھی تھا۔

امام شمشاد نے تمام مہمانوں کو مسجد کے ہال میں بٹھایا جہاں پر اس کا انتظام تھا اور انہیں اسلام کے بنیادی ارکان کے متعلق بتایا۔ اسکے ساتھ ہی انہوں نے جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب کے بارے میں بھی تفصیلاً بتایا۔ جماعت احمدیہ کے تعارف میں امام شمشاد نے بتایا کہ یہ جماعت 1889ء میں ہندوستان کے قصبہ قادیان سے شروع ہوئی۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اب اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرے گا اور آپ کے بعد خلافت اس نظام کو چلاتی رہے گی۔ امام شمشاد نے یہ بھی بتایا کہ جماعت احمدیہ امن پیار اور محبت سے اسلام کے پیغام کو ہر شخص تک پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔

انٹر فیتھ گروپ کا یہ مسجد کا وزٹ اس پروگرام کا حصہ ہے جو انہوں نے دوسرے مذاہب کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لئے بنایا۔ ہر سال چرچ کی بس ان خواتین کو دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں میں لے جاتی ہے اور وزٹ کراتی ہے۔ نادیہ ملک صدر لجنہ کے تحت یہ وزٹ کا انعقاد ہوا۔ نادیہ ملک نے کہا کہ اتنی ساری امریکن خواتین کا مسجد میں مذہبی ہم آہنگی کے لئے آنا خوشکن قدم ہے۔ قرآن کریم اور دیگر لٹریچر بھی مہمان خواتین کو دیا گیا۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 21 مارچ 2010ء صفحہ B-24 پر ہماری یہ خبر شائع کی کہ:

ہفتہ وار ریڈیو پروگرام ''اسلام کو سمجھنے کے لئے'' K-SPA پر سنیں

لاس اینجلس کے حوالہ سے اخبار نے خبر شائع کی کہ احمدیہ مسلم جماعت ایک ہفتہ وار پروگرام ریڈیو فریکونسی K-SPA پر نشر کیا کرے گی۔ یہ پروگرام بیت الحمید کے امام شمشاد ناصر، محمد غفار اور عمران جٹالہ کی معاونت سے کیا کریں گے۔ 30 منٹ کے اس پروگرام میں یہ کوشش کی جائے گی کہ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کیا جائے۔ نیز اسلام کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔ اس پروگرام میں Live سوالوں کے جواب بھی دیئے جائیں گے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 21 مارچ 2010ء میں صفحہ 11 پر ''اسلام کے دوسرے اہم رکن نماز'' کے بارے میں خاکسار کا مضمون نصف سے زائد صفحہ پر خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں وضو کی اہمیت، نماز باجماعت کی اہمیت، وضو کا طریق اور سنت نبوی ﷺ۔ نیز نماز کے مسائل پر شرح و بسط کے ساتھ تفصیل بیان کی گئی ہے۔

الاخبار نے اپنی اشاعت 22 مئی 2010ء صفحہ 21 پر ایک تصویر کے ساتھ دو خبریں شائع کی ہیں۔ ایک خبر جو تصویر کے ساتھ ہے وہ انٹر فیتھ کی ہے۔ انٹر فیتھ گروپ کی خواتین نے مسجد بیت الحمید کا وزٹ کیا۔ انہیں امام شمشاد نے اسلام و احمدیت کا تعارف کرایا۔ سوالوں کے جواب دیئے۔ گروپ فوٹو خواتین کا ہے۔

اسی حصہ میں دوسری خبر ریڈیو پر اسلام کا پروگرام جو ہر ہفتہ منگل کے دن جماعت احمدیہ مسجد بیت الحمید کی طرف سے امام شمشاد، محمد غفار اور عمران جٹالہ کریں گے، کی تفصیل ہے۔ ہر دو خبریں دیگر اخبارات کے حوالے سے پہلے بھی آ چکی ہیں۔

(باقی آئندہ بدھ ان شاء اللہ)

ڈاکٹر منصور احمد قریشی - امریکہ

رمضان المبارک اور نشانِ کسوف وخسوف

رمضان میں سورج و چاند گرہن کے حوالے سے قارئین کے لئے ایک خصوصی تحریر

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
(درثمین)

ماہ رمضان المبارک اپنے اندر برکات سمیٹے ہوتا ہے۔عبادات، صدقات اور روحانی ترقی اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ فرشتوں کا نزول اور اللہ کا بندوں کے قریب آنا اس مہینے کی خاصیت ہے۔ ایسا ہی ایک ماہِ رمضان ان ساری خوبیوں کے ساتھ اسلام کی زندگی کی گواہی کی نوید بھی سنا گیا اور تاریخ میں اپنا نام ہمیشہ کے لیے رقم کر گیا۔ 1894ء کے ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے اور قادیان میں موجود امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت ہوگئی۔

امام مہدیؑ کی آمد کا انتظار امت مسلمہ میں بڑی بے چینی سے کیا جا رہا تھا۔ اس کے آنے کی پیش خبری اور آمد کے بعد اس کے پہچاننے کی نشانی خود آنحضرت ﷺ واضح فرما چکے تھے۔ گویا کہ مسلمانوں کے سوال ’’یا رسول اللہ! ہم آنے والے کو کیسے پہچانیں گے اس کا کیا نشان ہوگا؟‘‘ کا جواب آپ ﷺ ہمیں پہلے ہی دے چکے ہیں۔ دارقطنی کی ایک حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الاَصْطَخْرِیُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضَ

(سنن الدّارقطنی کتاب العیدین باب صفة صلوة الخسوف والکسوف وھیئتُھا)

ترجمہ: ہمارے مہدی کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے لیے ظاہر نہیں ہوئے۔ وہ یہ ہیں کہ رمضان کے مہینے میں چاند (اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے) پہلی رات کو گہنایا جائے گا۔ اور سورج کو (اس کے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے) درمیانے دن کو گرہن ہوگا۔ اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا یہ نشان کبھی کسی (مامور) کے لیے ظاہر نہیں ہوئے۔

اس حدیث میں چاند اور سورج گرہن کے رمضان المبارک میں اکٹھے ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ قرآنِ کریم میں سورۃ القیامۃ میں بھی ان کے اکٹھے ہونے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۱۰﴾ (القیامہ: 9-10)

کہ چاند کو گرہن لگے گا اور سورج اور چاند کو جمع کر دیا جائے گا۔

لاکھوں درود اس نبی پاک پر جس نے ہمارے لیے کیسی وضاحت کے ساتھ نشانیاں بیان فرما دیں۔ اگر ہم غور کریں تو چند الفاظ میں آپ نے ہمارے لیے کتنی نشانیاں بیان فرما دیں:

- چاند اور سورج گرہن ایک ماہ میں ہوگا
- وہ ماہ رمضان کا ہوگا
- چاند گرہن پہلی رات اور سورج گرہن درمیانے دن میں
- مدعی مہدویت موجود ہوگا
- مدعی گرہن کو اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرے گا

اس پیشگوئی کی عظمت اور انفرادیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی ہم سے کہے کہ کل کا موسم بتا دیں تو ہم کئی طریقوں سے اگلے کئی روز کا موسم بتا سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی ہم سے ایک سو سال بعد کا موسم پوچھ لے تو بتانا مشکل ہوگا۔ کجا کہ ہزار سال بعد کی باتیں۔ آنحضرتؐ نے ایسی نشانیاں بتائیں جو ارض و سماوات سے تعلق رکھتی تھیں اور انسان کے بس میں نہیں۔ اسی طرح انہوں نے تیرہ سو سال کے بعد کے حالات بتا دیئے۔ گویا کہ ہم سن 3333ء کا موسم بتا دیں۔ ہمارے آقا رسول خداؐ نے 1311ء سال کے بعد کی باتیں بتائیں۔ 2022ء میں 1311ء سال جمع کریں تو سن 3333ء بن جاتا ہے۔ سن 1894ء کا ماہِ رمضان ہجری سال کے مطابق 1311ء بنتا ہے۔

آیئے اب سورج اور چاند سے بھی کچھ باتیں معلوم کرتے ہیں۔ گرہن اس وقت لگتا ہے جب ایک سیارہ دوسرے کے سائے میں آ جاتا ہے اور پورے طور پر نظر نہیں آتا۔ ہمیں معلوم ہے کہ چاند زمین کے گرد گھومتا ہے اور دونوں سورج کے گرد طواف کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زمین سورج اور چاند کے بیچ میں آ جاتی ہے اور سورج کی روشنی چاند تک نہیں پہنچ پاتی۔ اس کو چاند گرہن کہتے ہیں۔ اسی طرح کبھی چاند زمین اور سورج کے درمیان آ جاتا ہے جس سے سورج کی روشنی زمین تک نہیں پہنچ پاتی۔ نتیجتاً سورج گرہن ہوتا ہے۔ ہر سال قریباً ایک سے تین چاند اور دو سے پانچ سورج گرہن ہوتے ہیں۔ چاند گرہن زمین پر زیادہ جگہ پر نظر آتا ہے جب کہ سورج گرہن نسبتاً بہت کم علاقہ سے نظر آتا ہے۔ گرہن کئی قسموں کے ہوتے ہیں۔ زمین کے حصہ میں مکمل سورج گرہن تین سے چار سو سال میں ایک دفعہ نظر آتا ہے۔ مکمل چاند گرہن ڈیڑھ گھنٹے تک اور مکمل سورج گرہن ساڑھے سات منٹ تک دیکھا جا سکتا ہے۔ چاند گرہن چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخوں میں ممکن ہوتا ہے جبکہ سورج گرہن ستائیس، اٹھائیس اور انتیس تاریخوں میں ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ماموریت کا دعویٰ 1882ء میں کیا تھا اور مسیح موعود ہونے کا 1890ء میں بہت سے لوگوں نے سورج اور چاند گرہن کے نشان کے بارے میں استفسار کرنا شروع کر دیا کہ یہ واضح نشانی پوری نہیں ہوئی۔ اب بندے کا تو اس میں کوئی دخل نہیں کہ سیاروں کی حرکات کو قابو میں لا سکے اور گرہن لگوا سکے۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ صرف اپنے رب کے حضور دعا گو رہے۔

خدا قادر و توانا ہے اور اس کی تقدیر حرکت میں آ چکی تھی۔ چنانچہ 13 رمضان المبارک بمطابق 21 مارچ 1894ء کو چاند کو گرہن لگا اور 28 رمضان المبارک بمطابق 6 اپریل 1894ء کو سورج کو گرہن لگا۔ یہ دونوں گرہن قادیان سے دیکھے جا سکتے تھے۔

اگلے سال 1895ء میں 11 اور 26 مارچ کو مغربی کرہ ارض میں بالترتیب چاند اور سورج کو گرہن لگا۔ اللہ کی شان کہ قادیان میں یہ 13 اور 28 رمضان المبارک بنتی ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب نور الحق میں کسوف وخسوف پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے:

’’پس تاویل صحیح اور معنی حق صریح یہ ہیں کہ یہ فقرہ کہ خسوف اول رات رمضان میں ہوگا اس کے معنے یہ ہیں کہ ان تین راتوں میں سے جو چاندنی راتیں کہلاتی ہیں پہلی رات میں گرہن ہوگا اور ایام بیض کو تو جاننا ہے حاجت بیان نہیں اور ساتھ اس کے بات کی طرف بھی اشارت ہے کہ جب چاند گرہن پہلی چاندنی رات میں ہوگا تو رات کے شروع ہوتے ہی ہوجائے گا نہ یہ کہ کچھ وقت گزر کر ہو‘‘

(نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 201)

بلکہ اس کا یہ قول کہ سورج گرہن اس کے نصف میں ہو گا اس سے یہ مراد ہے کہ سورج گرہن ایسے طور سے ظاہر ہو گا کہ ایام کسوف کو نصفانصف کو دے گا اور کسوف کے دنوں میں سے دوسرے دن کے نصف سے تجاوز نہیں کرے گا کیونکہ وہی نصف کی حد ہے پس جیسا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کیا کہ گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں چاند گرہن ہو ایسا ہی یہ بھی مقدر کیا کہ سورج گرہن کے دنوں میں سے جو وقت نصف میں واقع ہے اس میں گرہن ہو۔ سو مطابق خبر واقع ہؤا اور خدا تعالیٰ بجز ایسے پسندیدہ لوگوں کے جن کو وہ اصلاح خلق کے لئے بھیجتا ہے کسی کو اپنے غیب پر اطلاع نہیں دیتا۔ پس شک نہیں کہ یہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو خیر المرسلین ہے‘‘

(نورالحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 204)

رمضان کے مبارک مہینے میں 1895ء میں دوسری بار گرہن لگنا بھی حدیث مبارکہ کے مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہئیت اِس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانے میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ (12) سال کا گزر چکا ہے۔ اِسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔ اوّل اِس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اِس لئے یہ نشانِ آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ (12) برس پہلے اِس نشان کے ظہور سے خدا تعالیٰ نے اِس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئے گا۔ اور وہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اس کے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 202)

الغرض قادر خدا نے اپنی قدرت کا عظیم الشان نمونہ پیش کیا اور اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اس کے عاشق صادق کی صداقت بھرپور طور پر آسمان سے پیش کر دی اور پیشگوئی اپنی تمام شرائط کے ساتھ پوری ہوئی۔ رمضان کا مہینہ چاند کو پہلی رات کو اور سورج کو دوسرے دن میں۔ اسی طرح چاند کو شروع رات میں اور سورج کو نصف دن میں گرہن لگا۔ مدعی مہدویت موجود اور بڑے زور و شور سے اس نشان کو اپنی صداقت کے ثبوت کے لئے پیش کیا۔ جیسا کہ آپ بڑی شان سے فرماتے ہیں:

’’اِن تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشانی ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کا بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں خسوف وکسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑہا روپیہ دینے کو تیار تھے۔ اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ اُن کے دعوے کے ایّام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے جبکہ مولویوں نے میرا نام دجال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔ یہ وہی نشان ہے جس کی نسبت آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی وعدہ دیا گیا تھا اور وہ یہ ہے۔ قل عندی شہادہ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔ قل عندی شہادہ من اللّٰہ فھل انتم مسلمون۔ یعنی ان کو کہہ دے کے میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو مانو گے یا نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی ایک گواہی ہے کیا تم اس کو قبول کرو گے یا نہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ میری تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت گواہیاں ہیں اور ایک سو سے زیادہ وہ پیشگوئی ہے جو پوری ہو چکی جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ مگر اس الہام میں اس پیشگوئی کا ذکر محض تخصیص کے لئے ہے یعنی مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 142-143)

بہت سی پاک روحوں نے نشان آسمانی کو دیکھ کر حق کو شناخت کر لیا مگر افسوس بہت سے بدقسمت ایسے بھی تھی اور اب بھی ہیں جو عقل کے اندھے ہیں اور گمراہی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اس روشن نشان کے باوجود بعض لوگوں نے کچھ اعتراضات بھی کئے۔ مثلاً یہ کہ ایک ماہ میں گرہن تو پہلے بھی کئی دفعہ لگ چکا ہے۔ یہ کونسی نئی بات ہے۔ اسی طرح یہ کہ گرہن ملک شام یا ملک عرب میں کیوں نہیں لگا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’اے بندگان خدا فکر کرو اور سوچو کیا تمہارے نزدیک جائز ہے کہ مہدی تو بلاد عرب اور شام میں پیدا ہو اور اس کا نشان ہمارے ملک میں ظاہر ہو اور تم جانتے ہو کہ حکمت الٰہیہ نشان کو اس کے اہل سے جدا نہیں کرتی پس کیونکر ممکن ہے کہ مہدی تو مغرب میں ہو اور اس کا نشان مشرق میں ظاہر ہو اور تمہارے لئے اس قدر کافی ہے اگر تم طالب حق ہو۔‘‘

(نورالحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 216)

بعض نے یہ جرأت بھی کی کہ اس حدیث کے راوی امام باقر مستند نہیں۔ اس واسطے یہ حدیث مشکوک ہے۔ اس الزام کی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تردید کی اور وضاحت فرمائی:

’’ماسوا اس کے جبکہ مضمون اس حدیث کا جو غیب کی خبر پر مشتمل ہے پورا ہو گیا تو بموجب آیت کریمہ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اس کا راوی بھی عظیم الشان آئمہ میں سے ہے یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 134)

اپنی تصنیف نورالحق حصہ دوم کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

’’اے لوگو تم قبول کرو یا نہ کرو بے شک نشان ظاہر ہو گیا اور رجحت پوری ہو گئی اور تمہیں طاقت نہیں کہ اس کسوف خسوف کی کوئی اور نظیر پیش کر سکو پس خدا تعالیٰ کے نشانوں سے روگردانی مت کرو اور یہ ہمارا اس باب میں آخری کام ہے اور ہم اس کتاب کی تالیف پر خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور آخری دعا یہ ہے کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔‘‘

(نورالحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 255)

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہزار مہینوں میں چونکہ تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں اس لئے لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ کے یہ معنے ہوئے کہ تم اس زمانہ کا کیا ذکر کرتے ہو یہ زمانہ تو تیس ہزار زمانوں سے بڑھ کر ہے۔ اگر بعد میں تاریکی کے تیس ہزار دَور بھی آجائیں تب بھی محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا زمانہ بے قیمت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تب بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ زمانہ آئندہ آنے والے سب زمانوں سے بڑھ کر تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اسلامی حکومت کا وہ ڈھانچہ قائم کر دیا گیا تھا جو قیامت تک آنے والے لوگوں کی صحیح رہنمائی کرنے والا اور اُن کی مشکلات کو پورے طور پر دُور کرنے والا ہے‘‘

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 334)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات میں ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنے والا ہے جو مَیں اس کو قبول کروں؟ لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اس نے فرمایا وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنَ۔ پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی میں پڑا رہے۔ ایسے ہی زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔۔۔

(الحکم جلد نمبر 10 نمبر 27 مؤرخہ 31/ جولائی 1906ء

بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 671-672)

پس آج بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک لمبے زمانہ کی تاریکی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو مبعوث ہونا ہے عین ضروری تھا۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اس زمانہ میں ہم نے ایک لیلۃ القدر کا نظارہ دیکھ لیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عشرہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جن مقاصد کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ان مقاصد کو پورے ہوتے ہوئے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو حضرت خاتم الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جھنڈے تلے لانے کے نظارے ہمیں دکھائے اور ان دنوں میں کل دنیا کے احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محفوظ رکھے اور حقیقی اور سچا مسلمان بنائے۔

(خطبہ جمعہ 14 نومبر 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ ٭ۖ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا (الفرقان:66)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔

یہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے اور جہنم کے عذاب سے بچنے کی دعا ہے۔آنحضور نے اس آخری عشرہ کو جہنم سے نجات دلانے والا قرار دیا گیا ہے۔

سوال ہے کہ جہنم سے کیا مراد ہے؟اس کی لغوی اور معنوی وضاحت حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمائی ہے:

جہنم سے گو اخروی جہنم بھی مراد ہے جس سے ہر سچا مومن اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے مگر دنیوی نقطہ نگاہ سے ہر وہ امر جو انسان کے لئے دُکھ اور تکلیف کا موجب ہو اور جو اسے قوم اور ملک کی نظروں میں گرانے اور ذلیل کرنے والا ہو وہ بھی اس کے لئے جہنم کا ہی رنگ رکھتا ہے۔ اصل جہنم جھن اور جھم سے مرکب ہے۔جھن کے معنیٰ کسی چیز کے قریب ہونے کے ہوتے ہیں جو جھم کے معنیٰ منہ کے بگڑ جانے کے ہیں۔ پس جہنم کے لفظ کا اطلاق ہر ایسی چیز پر ہوسکتا ہے جس کی طرف انسان پہلے تو بڑے شوق اور حرص کے ساتھ بڑھے مگر جب وہ قریب پہنچے تو اس کا منہ بگڑ جائے اور وہ گھبرانے لگ جائے۔

آپؓ نے مزید فرمایا

اس نام میں درحقیقت جہنمی افعال کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان پہلے تو عیاشیاں اور بدکاریوں کو بڑا اچھا فعل سمجھتا ہے اور ان کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا ہے مگر جب وہ ان بدیوں میں ملوث ہو جاتا ہے اور ان کا بُرا انجام آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو اس کا منہ بگڑ جاتا ہے اور وہ رونے اور چیخیں مارنے لگ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں نے تو بڑی غلطی کی۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 565)

مرسلہ: مریم رحمٰن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

خلافت سے محبت اور ادب کا تقاضا

حضورِ انور ایدّہ اللہ بنصرہ العزیز کے لائیو خطبہ جمعہ کے دوران اکثر اوقات لوگ اپنے شعبہ جات سے متعلق پیغامات تنظیمی گروپس پر بھیج دیتے ہیں۔ اور یوں ضروری میسج سمجھ کر فون پکڑا جاتا ہے جو کہ خطبہ سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتا ہے۔

خلافت سے محبت اور ادب کا تقاضا یہ ہے کہ خطبہ جمعہ کے دوران فون کے ہر دو استعمال (میسج بھیجنے اور وصول کرنے) سے گریز کیا جائے چاہے وہ جماعتی نوعیت کے ہوں یا ذاتی نوعیت کے۔

مرسلہ: ثمرہ خالد۔ جرمنی

فقہی کارنر

لیلۃ القدر

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا: اَنَّ رِجَالًا مِّنۡ اَصۡحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اُرُوۡا لَیۡلَۃَ الۡقَدۡرِ فِی الۡمَنَامِ فِی السَّبۡعِ الۡاَوَاخِرِ،فَمَنۡ کَانَ مُتَحَرِّیۡھَا فَلۡیَتَحَرَّھَا فِی السَّبۡعِ الۡاَوَاخِرِ

(بخاری،کتاب فضل لیلۃ القدر باب التماس لیلۃ القدر فی سبع الاواخر)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہؓ میں سے کئی لوگوں کو آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر خواب میں دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری خوابیں آخری سات راتوں کے متعلق ایک دوسرے سے متفق ہیں۔ پس جس کو اس کی تلاش ہو تو چاہیے کہ وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اختتام قاعدہ یسرناالقرآن و آغاز قرآن کریم

مکرم نعیم قیصر سلیمی۔ جرمنی سے یہ اعلان بھجواتے ہیں:

خاکسار کے بیٹے عزیزم حریم احمد سلیمی۔ جرمنی نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساڑھے تین سال کی عمر میں قاعدہ یسرناالقرآن مکمل کرلیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلك۔ بچے کو قاعدہ مکمل کروانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ سعدیہ سلیمی کو حاصل ہوئی۔

قارئین الفضل سے عزیزم کے لیے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بیٹے کو قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسکی پاکیزہ تعلیم پر عمل کرنے والا بنائے، آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

27 اپریل 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:32	18:44
مدینہ منورہ	04:27	18:49
قادیان	04:19	19:06
ربوہ	03:59	18:45
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:14	20:18